اسلامی ثقافت کی تشکیل کے اہم بنیادی عناصر
اسلامی ثقافت کی روح۔(خطبہ پنجم)کے تناظر میں

The quintessential components shaping Islamic culture resonate profoundly within the essence of The Fifth Sermon

Dr. Inayat ur Rahman
Alumni, Department of Islamic Thought and Civilization
University of Management and Technology, Lahore
Email: inayatbary@gmail.com
https://orcid.org/0009-0007-8157-299X
Dr. Saeed Ur Rahman
Visiting Faculty IBMS, University of Agriculture Peshawar
Email: msaeedkhalil@gmail.com
Dr. Syed Toqeer Abbas
Principal Govt. High School Lakhodair Lahore Cantt
Email: toqeerlakhodair@gmail.com

Abstract

Allama Muhammad Iqbal (1877-1938), a philosopher, synthesizer between modernity and tradition is known as the sage of East, as he through his prose and poetry served the purpose of awakening Muslims under colonial rule during 1900s. He not only made them realize their mistakes and flaws which led them being ruled by foreign powers but also made them aware that their desire to imitate Western civilization is futile as the West is nothing but materialistic and irreligious. He asserted Muslims to take pride in their civilizational ideals and past which led the world to Renaissance. This presentation and article covers the 5th lecture of Allama Muhammad Iqbal's The Reconstruction of Religious Thought in Islam. This lecture is titled "The Spirit of Islamic Culture". This particular lecture discusses the epistemological foundations of Western and Islamic Civilization and how these are different. While quoting various verses from the Quran, Iqbal highlights how revelation plays a key role in the development and evolution of civilization. Moreover he has declared the belief of Khatm-e-Nubuwwat as the most important in order to understand the Islamic Civilization.

Keywords: Allama Muhammad Iqbal, Prophet, Culture, Sources of Knowledge, Revelation

علامہ محمد اقبالؒ پاکستان اور عالمی اسلامی کے مفکر ہونے کے ناطے انہوں نے اسلام کے ہمہ پہلو پہ لکھا بھی اور کہا بھی تو برملا کہا۔ انہوں نے جو لکھا، وہ ان کی اپنی فکر کا خلاصہ، تشریح اسلامی اور اسلام پر سوالات کے نتیجے میں صفحہ قرطاس پر وجود میں آئے۔ وہ ان لوگوں سے زیادہ فکر مند اور محتاط رہیں جو اسلام پر یہ الزام لگائے کہ اسلام نے اخلاقی، فقہی اور قانونی اصول کسی اور مذاہب سے مستعار لیے ہیں۔ اسی طرح ان کو یہ بھی فکر لاحق تھی کہ تہذیب اسلامی کے اصولوں پر بھی مغربی مفکرین نے الزام لگایا کہ یہ تہذیب اسلامی کے اپنے نہیں ہیں۔

اس موضوع پر انہوں نے کھل کر لکھا۔ اسی سلسلے میں ان کے خطبات جو انہوں نے دیئے ہیں، اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ اسلام اپنی حقانیت کے ساتھ آج بھی موجود ہے اور تا قیامت موجود رہے گی۔ اسی طرح اسلامی تہذیب بھی اپنے اصولوں کی پختگی کی بنیاد پر موجود رہے گی۔ اس ضمن میں انہوں نے کہا کہ مغرب کے بہت بڑے فلاسفر اسلامی تہذیب کے شاگرد رہے ہیں۔ مغربی تہذیب سمیت دنیا کی تمام تہذیبوں اور اس کے مظاہر میں اسلامی تہذیب کے اصول کار فرما ہیں۔ درج بالا باتوں کے علاوہ انہوں نے یہ واضح کر دیا ہے کہ تہذیب اسلامی کے ذرائع علم مغرب سے نہ صرف مختلف ہیں بلکہ ان سے بدرجہا بہتر بھی ہے۔ اور انہی ذرائع علم کی بنیاد پر تہذیب اسلامی دوسروں سے مستغنی ہیں۔

ابتدائیہ

علامہ محمد اقبالؒ نے جو خطبات دیئے ہیں، اس میں سے پانچواں خطبہ اسلامی ثقافت کی روح (THE SPIRIT OF MUSLIM CULTURE) کے نام سے ہے۔ اس میں انہوں نے ابتدا وحی اور پیغمبر سے کی ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ اسلامی ثقافت وحی سے مترشح ہے۔ مغربی تہذیب وثقافت سے کوئی بھی چیز اخذ نہیں کی جس کی بنیاد پر اسلامی ثقافت نے ترقی کی ہے۔ البتہ مغربی تہذیب نے اسلامی تہذیب سے ضرور استفادہ کیا۔ اس خطبے میں جو وحی، پیغمبر اور تہذیب کے عملی پہلو یعنی ثقافت پر بات کی گئی، اس کا خلاصہ استاد امجد وحید صاحب کی ایک گفتگو سے پیش کیا جارہا ہے۔

استاد ڈاکٹر امجد وحید صاحب نے کہا کہ تمام تر امکانات وحی کو انسانی وقوعہ بنانے کا نام اسلامی تہذیب ہے۔ امکانات وحی انفرادی سطح پر بھی انسانی وقوع میں ڈالی گئی اور امکانات وحی کی توسیع بھی ہوئی۔ انفرادی سطح میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں امکانات وحی ڈھلے اور پوری کی پوری اسلامی تہذیب کا یہ پہلا مرحلہ تھا۔ یہ اجمالی اظہار ہے کہ امکانات ایک شخصیت میں اتر آئے۔ پھر ایک عمل شروع ہوا کہ اس شخصیت کے اردگرد معاشرہ میں وحی کے امکانات ابھرنا شروع ہوئے۔ کہہ لیں کہ اسے دور نبوی کہا جاسکتا ہے۔ دراصل یہ صرف معاشرہ نہیں تھا بلکہ یہ بنیادی طور پر اصولی معاشرہ تھا ابتدائی مزاج تھے اور اجمال سے تفصیل تک کا یہ عمل ہی اسلامی تہذیب ہے۔

اسی سے عرب معاشرہ بھی پیدا ہو رہا ہے اسی سے افریقہ اور سپین کا دائرہ بھی بن رہا ہے اسی سے ہند اسلامی تہذیب کا دائرہ بھی بنا۔ ایرانی تہذیب کا دائرہ بنا۔ مدینے کے معاشرے کو جب اس prism سے گزارا گیا تو تب یہ دائرہ وسیع ہوا۔ اور اس طرح اسلام کے سب کلچرز پیدا ہوئے، جو آگے چل کر اسلامی تہذیب کی بڑھوتری میں مدد گار ثابت ہوئے۔

اجمال سے تفصیل میں جانے کا یہ عمل بتدریج ہوا جیسے سراج منیر صاحب ایک مثال دیتے ہیں کہ ایک پانی کا تالاب ہو اور اس میں پتھر پھینکیں تو ایک دائرہ بنتا ہے پھر اس دائرے سے مزید آگے دائروں کا پیٹرن بنتا چلا جاتا ہے۔ آخری دائرے کا بھی اگر مطالعہ کیا جائے تو اولین تحرک کا پیٹرن کسی نہ کسی درجے میں دکھائی دے گا[1]۔ تو اسلامی تہذیب کا عمل بھی ایسے ہی ہے کہ جو سکوت اور خاموشی اس وقت طاری تھی جو جمود تھا عرب اور اس کے ارد گرد میں جب کوئی کریٹیویٹی نہیں ہو رہی تھی، تب عمل رکا ہوا تھا تو وہیں سے اس تہذیبی عمل میں ایک ارتعاش پیدا ہوا اور پہلا معاشرہ مدینہ کا پیدا ہوا پھر آگے بے شمار دائرے نکلتے چلے گئے۔ اقبال نے اسی عمل کو اپنے شعر میں اجاگر کیا ہے۔

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے[2]

اس مقالے کا آغاز مولانا عبدالقدوس گنگوہیؒ کے قول سے ہوا کہ اگر وہ پیغمبر کی جگہ ہوتے تو واپس زمین پہ نہ آتے[3]۔ اس سے علامہ اقبالؒ نے اسلامی ثقافت کے بحث کا آغاز کیا۔ تمام انبیا کرام[4] اور خاص کر آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ آسمان سے اس لیے واپس آئے ہیں کہ یہ واپسی اللہ تعالیٰ کا حکم تھا جبکہ دوسری اور اہم بات یہ ہے کہ اب انسانی راہنمائی کی تمام ضروریات پوری کر دی گئی ہیں[5]۔ اور اب انسانوں سے مطالبہ[6] کرنے کے لیے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو بھیجا جا رہا ہے۔ چونکہ حضرت محمد ﷺ ما قبل انبیائے کرام اور بعد کے ادوار کے لیے ایک سنگم پہ کھڑے ہیں۔ اس لیے اب تہذیب کا کوئی بھی مسئلہ ایسا نہیں رہے گا جس کا حل اس سنگم پہ حل نہ ہو گا[7]۔ حضرت آدم سے لے کر نبی کریم ﷺ تک تمام انسانوں نے اپنے فہم، تجربے، مشاہدے اور اور انبیائے کرام کی ہدایات کی روشنی میں بہتر زندگی کا ادراک کیا ہے۔ اس لیے علامہ محمد اقبالؒ کسی بھی ایسی بات کو تسلیم نہیں کرتے جس سے یہ تاثر ملتا ہو کہ اسلامی تہذیب کسی سے اخذ کیا گیا۔ اسلامی تہذیب جن ذرائع سے کامل اور مکمل ہے ان میں سے:

1. عقلِ استقرائی
2. ذرائع علم

بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ اور اسی بنیاد پر علامہ اقبالؒ کا پختہ یقین ہے کہ اسلامی تہذیب اپنے اصولوں پر کھڑی تہذیب ہے۔ ثقافت ان اصولوں کی ایک ذیلی شاخ اور مظہر ہے۔

1۔ عقلِ استقرائی:

استقرائی عمل، انسان کے ذہن کا فطری عمل ہے جس میں وہ اپنے خارجی تجربات اور باطنی واردات کے زور پر معاملاتِ زندگی کو بہتر طریقے سے نپٹانے کے لئے پختہ خیالات و نظریات کی تشکیل کرتا ہے۔ عقل کی بلوغت میں وحی کا بڑا حصہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کی چالیس سالہ زندگی میں ایسی کوئی بات، واقعہ اور حادثہ نہیں ہوا ہے جس سے وحی کا تاثر ملتا ہو۔ بلکہ چالیس سال کی زندگی میں وحی نازل ہوئی، جو در حقیقت اس بات کی غمازی ہے کہ انسان میں استدلال کی قوت کو مکمل کرنا ہے۔ بقول سراج منیرؒ:

وحی انسانی گروہوں اور خدا کے درمیان، رسالت کے ادارے کے واسطے سے، مکالمے کا نام ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ تہذیب ہی وحی سے تخلیقی توانائی حاصل کرتی ہے[8]۔ یعنی معاشرے کو جب بھی کسی بہتر زندگی گزارنے میں مشکل پیش آئی تو وحی نے راہنمائی کی۔ استقرائی عمل سے انسانی ذہن کو بلوغت نصیب ہوئی تھی۔ اس کی مثال ہابیل اور قابیل ہے اور اس جیسے اور بہت سارے واقعات ہوئے تھے[9,10]۔ یہاں قابیل نے جب اپنے بھائی کو قتل کیا تو اس کی لاش کو ٹھکانے لگانے کا کوئی طریقہ اس کے پاس نہیں تھا۔ ایسے میں اس نے ایک کوے سے طریقہ سیکھا۔ اور یوں ا سکے بعد مردوں کو زمین میں دفنانے کا رواج چل پڑا۔

یونانی دور کی روایت[(11)] ہے کہ یونان کا بادشاہ بطلیموس (Ptolemy)، جو عالمِ رنگ و بو کو حواس وادراکات کا دلنشین فریب خیال کرتا تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ، سفائرس (Sphaerus) حواس وادراکات کو واہمہ نہیں سمجھتا۔ بادشاہ نے اس کے خیال کو آزمانے کی خاطر اسے شاہی عشائیہ میں مدعو کیا۔ وہاں اسے موم کا بنا ہوا ایک ایسا انار کھانے کے لئے پیش کیا، جس کے نقل پر اصل کا گمان گزرتا تھا۔ طعام کے دوران جونہی سفائرس نے اس انار کی طرف ہاتھ بڑھایا، بادشاہ بہت ہنسا اور اس کا خوب مذاق اُڑایا۔ اس صورت حال میں، سفائرس نے اپنی صفائی میں فی البدیہہ کہا، میں نے اسے اس لئے کھانا چاہا کہ شاہی دستر خوان میں عام طور پر ایسی شے کھانے کے لئے پیش نہیں کی جاتی، جو اصلی نہ ہو۔

یہاں، سفائرس کے خیال میں استقرائی استدلال کی کارگزاری[(12)] ملتی ہے کیونکہ تجربہ بتاتا ہے کہ شاہی دستر خوان میں زیادہ امکان اس امر کا ہوتا ہے کہ پیش کردہ اشیاء کھانے کے لائق ہوں گی۔ لہٰذا انسان کو دھوکا اس کے حواس نہیں، تجربات دیتے ہیں اور تلخ تجربوں ہی سے تازہ تجربوں کی مزید راہیں کھلتی ہیں، خواہ وہ تجربے کتنے ہی معمولی کیوں نہ ہوں، اپنی علمی اور عملی حیثیت میں بہت دُوررَس نتائج کے حامل ہوتے ہیں۔

اہلِ یورپ نے راجر بیکن کو تجربے اور استقرائی طریقِ علم کا بانی کہا ہے[13]، گویا ان کا بانی اندلس میں مسلمانوں کا شاگرد رہا۔ بریفو نے درست کہا تھا کہ یونانی، حقائق سے زیادہ تصورات و نظریات سے دلچسپی رکھتے تھے[14]۔ لہٰذا ان کے افکار نے دوسو برس تک مسلمانوں کو حقیقی قرآنی روح تک نہ پہنچنے دیا۔ یہ غلط فہمی اب بھی موجود ہے۔ حال ہی

میں اصغر علی انجنیئر کی کتاب The Islamic state شائع ہوئی، جس کے آخری باب میں موصوف نے کمال بے خبری کا ثبوت دیتے ہوئے لکھا ہے کہ تیرہ صدیوں سے زیادہ عرصہ ہوا، مسلمان جمود کا شکار ہیں۔بس درمیان میں عباسیوں کا ایک مختصر سا عہد گزرتا ہے، جب یونانی فکر کے اثرات کے نتیجے میں مسلم کلچر کے کئی نامور علما اور فلسفی پیدا ہوئے[(15)]۔علامہ محمد اقبالؒ نے اپنے اس خطبے میں دلائل کے ساتھ اس بات کو یکسر مسترد کیا کہ اسلامی تہذیب اور اس کے مظاہر کی بنیاد میں مغربی تہذیب کارفرما ہے۔[16] اسلامی تہذیب ہمیں زندگی اور کائنات کے بارے میں حرکت اور ارتقائی تصور کا درس دیتی ہے۔علوم میں اسی وجہ سے ابو بکر رازی، اشراقی، ابن تیمیہ وغیرہ نے یونانی منطق کی باقاعدہ تردید کی ہے۔یونانی فلسفہ کے برعکس ابنِ حزم نے محسوسات کو ذریعہ علم بنا کر استقرا کی اہمیت پر زور دیا ہے۔تصورِ کائنات ہی کی بدولت مسلمانوں میں وسیع النظری پیدا ہوئی۔علامہ محمد اقبالؒ نے حرکی تہذیبی اور تاریخی پسِ منظر عربوں سے مستنبط کیا ہے کہ ان کے مزاج میں حرکت و حرارت پایا جاتا تھا۔

بتاؤں تجھ کو مسلماں کی زندگی کیا ہے	یہ ہے نہایت اندیشہ و کمالِ جنوں
نہ اس میں عصرِ رواں کی حیا سے بیزاری	نہ اس میں عہدِ کہن کے فسانہ و افسوں
عناصر اس کے ہیں روح القدس کا ذوقِ جمال	عجم کا حسنِ طبیعت، عرب کا سوزِ دروں[(17)]

عقلِ استقرائی کی رو سے یونانی مفکرین کا تصورِ کائنات:

ارسطو، افلاطون اور سقراط وغیرہ نے یہ تعلیم دی تھی کہ عالمِ محسوسات غیر حقیقی، ازلی اور جامد ہے۔شروع شروع میں اکثر مسلمان حکما اور فلاسفہ نے ان کی تعلیمات کو بلاچوں وچرا تسلیم کر لیا تھا بلکہ اسی فکر پر چلتے رہے۔جب قرآن مجید کا گہرائی سے مطالعہ کیا تو یونانی فلسفے کی حقیقت معلوم ہو گئی۔اسی طرح علامہ محمد اقبالؒ نے کائنات کی حرکی تعبیر سے جڑا مسئلہ "ارتقا" پر اسلامی ثقافت کے مباحث میں اس گفتگو ضروری جانا۔

علامہ محمد اقبالؒ ارتقا کے نظریئے کے مؤید ہیں اور اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں بھی اس مبحث کو چھیڑا ہے۔علامہ کے خیال کے مطابق ڈارون سے بہت پہلے مسلم حکما جاحظ، ابن مسکویہ نے اس نظریئے کی ابتدا کی تھی۔چوتھے خطبے میں بھی اس بحث کو چھیڑا ہے جہاں جاحظ، ابن مسکویہ اور اخوان الصفا کا بھی ذکر کیا ہے۔پانچویں خطبے میں ابن مسکویہ کی الفوز الاصغر کے حوالے سے بات کی ہے۔الفوز الاصغر سے درج ذیل نکات پیش کئے ہیں:

1. نباتات میں سے انہوں نے انگور اور کھجور کو بطور مثال پیش کیا ہے جو نباتات کی ارتقا کی آخری منزل ہے۔ کھجور اور انگور میں جنسی نباتاتی زندگی کا بلند ترین مقام ہے۔حرکت وارتقا کی وجہ سے تنے، پتے اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔
2. حیوانات میں سے گھوڑا، حیوانیت کو پیش کیا ہے جو ارتقا کا مظہر اتم ہے۔
3. پرندوں میں سے عقاب کو نمونے کے طور پر پیش کیا ہے۔[18، 19]

آمدہ اوّل با قلیم جماد
وز جمادی در نباتی او فتاد
سال ہا اندر نباتی عمر کرد
وز جمادی یاد ناآورد از نبرد۔[20]

سب سے اوّل انسانی زندگی جمادات کی اقلیم میں آئی اور اس کے بعد نباتات کی دنیا میں وارد ہوئی۔ سالوں تک حیات انسانی اسی نباتاتی حالت میں رہی یہاں تک کہ جماداتی حالت کے اثرات سے آزاد ہوگئی پھر نباتاتی حالت سے انسانی زندگی حیوانی حالت میں آئی اور سال ہا سال اس حالت میں رہی۔

جبکہ علامہ طوسی نے اپنی معروف کتاب "اخلاق ناصری" (ساتویں ہجری) میں نباتی اور حیوانی ارتقا کی آخری منزل کے باب میں کھجور اور اسپ وعقاب کا ذکر کیا ہے۔

ارتقا کے مبحث کے آخر میں علامہ اقبال نے ابن مسکویہ سے استناد کرتے ہوئے بندر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

آخر الامر جب بندروں کا ظہور ہوتا ہے تو حیوانیت، انسانیت کے دروازے پر آ کھڑی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ بندر باعتبار ارتقا انسان سے صرف ایک ہی درجے پیچھے ہیں[21]۔

اسی ضمن میں سراج منیرؒ نے مطالعہ تہذیب کے اصول، ایک تنقیدی نظر میں مغرب کے ان چار (4) منہاج کو بیان کیا ہے جن سے وہ اسلامی تہذیب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ یہ سارے منہاج اسلامی تہذیب کی روح تک رسائی حاصل کرنے میں ناکام ہیں[22]۔

مغربی تہذیب یونان کو اپنی فکر کا منبع گردانتی ہے۔ وہیں سے اس نے علم کے ذرائع تلاش کئے ہیں۔ شک، واہمہ اور حواس پر اپنے مسائل کے نتائج پرکھتے ہیں۔ اس کے برعکس علامہ محمد اقبالؒ نے قرآن حکیم کی رو سے حصولِ علم کے تین اہم ماخذ گردانے ہیں۔

1. باطنی مشاہدات
2. مطالعہ فطرت
3. تاریخ[23]

اسلامی ثقافت میں چونکہ ختمِ نبوت بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ وہ اسلامی علوم اور تہذیبِ اسلامی کا بنیادی مصدر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ علم کے ان ذرائع کو جڑنے کی ایک علمی اہمیت وحکمت یہ بھی ہے کہ اس نے باطنی واردات کو پرکھنے کے لیے ہمارے اندر آزادانہ تنقیدی شعور بیدار کر دیا ہے۔ اب کوئی شخص نبوت کے پردے میں ہم پر اپنے ناجائز نظریات نہیں ٹھونس سکتا[24]۔

باطنی مشاہدہ تو انسانی علم کا صرف ایک ذریعہ ہے۔مشاہدات ذرائع علم ہیں مگر وحی محمدی ﷺ کے دائرے کے اندر اوراس کے تابع رہتے ہیں۔اگر یہ شرط عائد نہ ہو اور نوعیت کا فرق نہ مانا جائے تو عام آدمی کے لیے وحی پر عقیدہ رکھنے کی ضرورت ساقط ہو جائے گی اور شریعت محمدیہ بھی انسانی تجربات کے ذیل میں ایک تجربہ بن جائے گی۔ جس کے ردو قبول کا حق عقل استقرائی کا حاصل ہو گا(25)۔ تمام تہذیبیں اگرچہ ارضی اورانسانی مظہر ہے لیکن اس میں وحی بمنزلہ روح ہے۔ آخری وحی ہی مکمل اور کامل وحی ہے جو حضرت محمد ﷺ پر نازل ہو چکی ہے۔اطلاقی پہلو سے باطنی مشاہدہ اس کا مظہر ہے۔علامہ محمد اقبالؒ نے اس کو مذہبی تجربہ بھی کہاہے۔اوراسے باقاعدہ خطبہ کا نام دیاہے۔[26]علامہ اقبالؒ اسلامی ثقافت میں اس کو اعلیٰ مقام دیتے ہیں اوران کی نظر میں باطنی تجربہ انسان کومادی دنیااوراس کے تمام وسائل سے بے نیاز کر دیتاہے۔کسی بھی مسئلے کے نتیجے تک پہنچنا جب باطنی مشاہدے سے ہو تو اس میں عطاکی گنجایش ہوتی ہے اورمادی اخذ فقط ضروریاتِ زندگی کی سطح تک ہوتی ہے اسبابِ زندگی کی سطح تک نہیں ہوتی۔

مطالعہ فطرت:

علامہ کاارشاد ہے کہ مسلم ثقافت کا پہلا امتیاز یہی ہے کہ اس نے فطرت اور تاریخ کے ذرائع علم سے کام لیا۔چنانچہ اسی بنیاد پر مسلمانوں نے استقرائی طریقِ کار اور گویا کہ جدید علم کی عمارت اٹھائی۔یونانیوں کا تصورِ علم حواس اور ٹھوس حقائق کی بجائے منطق سے کام لیتاہے۔مسلمانوں نے اس تصورِ علم کو رد کیا۔تجربے اور مشاہدے کوعلم کی اساس قراردیا۔علامہ کا خیال ہے کہ یورپ اب تک تعصب کی دلدل سے نہیں نکلاورنہ حقیقت یہ ہے کہ استقرائی طریقِ علم اور نتیجۃً جدید سائنس کی بنیاد کا سہرا مسلمانوں کے سر جاتاہے۔

قرآن مجید ہمیں باربار مطالعہ فطرت اور مشاہدہ کائنات کی تلقین کرتاہے۔کیونکہ شمس وقمر، گردشِ لیل ونہار اور رنگ ولون کے اختلاف میں ہمیں خدا کی نشانیاں نظر آتی ہے۔مطالعہ فطرت دراصل معرفتِ خدا کا درس دیتا ہے۔قرآنی نقطہ نظر سے یہ کائنات تغیرپزیر، تنوع طلب اور ارتقاپسند واقع ہوئی ہے۔یہ کوئی ساکن و جامد چیز نہیں ہے۔قرآن ہمیں زندگی اور کائنات کے بارے میں حرکی نظریہ عطاکرتاہے۔ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا(27)۔

علمِ تاریخ:

اقبال نے تصور تاریخ کی بھی توضیح کی ہے اوراس ضمن میں بہت فکرافروز نکات بیان کیے ہیں۔قرآن نے علمِ تاریخ کو "ایام اللہ" کے نام سے یاد کیاہے۔اوراسے علم کا سرچشمہ قراردیاہے۔قرآن کے تصور تاریخ سے علامہ ابن خلدون نے اپناچراغ روشن کیاہے۔ایام اللہ اور علمِ تاریخ کی بنیادی نکات یہ ہیں کہ:

قوموں اور امتوں کا محاسبہ انفرادی اور اجتماعی ہر دو سطحوں پر کیاجاتاہے۔

انصاف فقط روزِ محشر پر موقوف نہیں　　　زندگی خود گناہوں کی سزا دیتی ہے

فطرت کے اصول مختص ہیں معلوم ہیں۔ وَ مَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَى اِلَّا وَ اَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ) (28)۔

مسلم ثقافت کا اہم پہلو "زندگی کی مسلسل حرکت کا تصور ہے۔ابن خلدون کے خیال میں تاریخ ایک مسلسل حرکت ہے۔اور مسلسل حرکت بھی زمانے کے اندر۔زینو اور افلاطون کے نزدیک اول تو زمانے کی کوئی حقیقت نہیں یا پھر وہ ایک دائرے کے اندر دور اور تسلسل کر رہا ہے۔

سراج منیر مرحوم نے لکھا ہے کہ چیزیں جتنے فاصلے پر ہوتی ہیں، اتنی ہی چھوٹی نظر آتی ہیں لیکن تاریخ کا تجربہ اس کے برعکس ہے۔کہ اس میں چیزیں واضح اور مکمل شکل میں نظر آتی ہیں[29]۔

علم کے ان ذرائع کو استعمال کرنے سے اسلامی ثقافت کی روح ایک بہترین انداز میں نظر آتی ہے۔علامہ محمد اقبالؒ اسی حوالے سے فرماتے ہیں کہ:

ہر کہ او را قوتِ تخلیق نیست
پیش ما جز کافر و زندیق نیست
از جمالِ ما نصیبِ خود نبرد
از نخیلِ زندگانی برنخورد[30]

اسلامی تہذیب کے مظاہرِ ثقافت میں جو تخلیقی قوت صرف نہیں کرتا، تہذیبی دائرے میں وہ کافر و زندیق یعنی بے کار اور فضول شے ہے۔تہذیب اسلامی کے پھل دار درخت سے ثقافت کا پھل نہ کھا سکا۔جمال و کمال سے محروم اس شخص کو اسلامی ثقافت کی ترویج میں اپنا تخلیقی حصہ ڈالنا چاہیے۔

گویا کہ علامہ محمد اقبالؒ اسلامی تہذیب میں نئے علوم کے مشتاق ہیں لیکن اس کے مظاہر میں اصول کی موجودگی کو لازم اور ضروری سمجھتے ہیں۔اسی طرح نئے علوم کے ذریعے سے ثقافت نکھر کر سامنے آتی ہے جس سے تہذب اسلامی کی روانی ہوتی ہے۔

علامہ محمد اقبالؒ نے اس خطبے کے ذریعے یہ باور کرایا کہ اسلامی تہذیہب کے تمام مظاہر اپنے اصل سے جڑے ہوئے ہیں۔مغرب نے تہذیب اسلامی سے استفادہ کیا ہے ۔بعض مغربی مفکرین باقاعدہ تہذیب اسلامی کے شاگرد رہے ہیں۔زمانہ جتنی بھی ترقی کر لے اور نئے علوم کی جدت آ جائے تو بھی اسلامی تہذیب ہی سے اصول لے گا۔تہذیب اسلامی کے اصول اور منابع معلوم و متعین ہیں۔اس کے تمام مظاہر اپنی اصل کی طرف مڑتے ہیں۔

ضمیمہ:

درج بالا سطور میں خطبہ پنجم سے اسلامی ثقافت کا مطالعہ کیا گیا۔ذیل میں پورے خطبے کا اجمالی اور طائرانہ نکات پیش کیے جا رہے ہیں۔

قول عبدالقدوس گنگوہی:

حضرت محمد آسمان کی بلندیوں تک پہنچ گئے اور واپس آ گئے۔ خدا کی قسم اگر میں ہوتا تو کبھی واپس نہ آتا۔

1. نبی: نبی اور ولی کے مذہبی و شعوری تجربے میں فرق ہوتا ہے۔ اور یہ فرق باعتبار نفسیاتی طور پر ہے۔ پیغمبر کی واپسی تخلیقی نوعیت کی ہوتی ہے۔ یہ بلندی ایک منصبی مقام ہے۔ جس سے غافل لوگوں کو ہدایت مل جاتی ہے۔

2. ولی: بلند درجے، مقام اور نعمت سے واپس نہیں آتے۔

3. وحی: نباتات، حیوانات اور انسان کو ضرورت کے مطابق ملتی ہے۔ درجے کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے۔ وحی کو باطنی چیز قرار دیا ہے۔ شہد کی مکھی کو شہد سازی اور اسی طرح وحی کی دیگر مثالیں۔

4. ختمِ نبوت: ابتدا میں انسانی جذبات، جبلت کا اسیر تھا۔ یہاں تک کہ استخراجی عقل وجود میں آئی۔ اس سے انسان نے اپنے ماحول پر غلبہ پا لیا۔ عہدِ قدیم میں بعض فلسفی پیدا ہوئے۔ عقلِ استدلال سے حقائقِ کائنات دریافت کیے۔ لیکن یہ تجریدی فکر کی حیثیت سے تھی۔ ان کے مذہبی تصورات مبہم تھے۔ ان کی روایات عالم انسانیت پر دیرپا اثر نہ کر سکیں۔ حضرت محمد قدیم وجدید کے سنگم پر ہیں۔ باعتبار وحی اور الہام قدیم سے ہیں جبکہ روحِ روحی کے اعتبار سے جدید سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسلام کا ظہور دراصل استقرائی عمل کا زمانہ ہے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں غور و فکر پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ فطرت اور تاریخ کو انسانی علوم میں سے گردانا۔ انفس و آفاق کو ذرائع علمی میں شمار کیا۔

5. اسلامی تہذیب کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے مطالعہ کائنات میں عقل و فکر کو نمایاں کر دیا۔ خارجی کائنات اور اس کے آثار و شواہد پر غور و فکر کی تلقین کی۔ اس کا تصور کائنات حرکی ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید میں اقوام و ملل کی تاریخ پر بھی مطالعے کا زور دیا ہے۔ ابتدا میں مسلمان یونانی فکر و فلسفہ سے بے حد متاثر تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے قرآن مجید کا مطالعہ بھی ان کے نقطہ نظر سے شروع کیا لیکن بہت جلد ان کو احساس ہوا کہ ہم غلطی پر ہیں۔ یونانی فکر میں نظریہ وخیال کو واقعات وحقائق پر برتری حاصل ہے۔ جبکہ قرآن مجید کائنات کے واقعات و حوادث کے مطالعے، غور و فکر اور تدبر پر زور دیتا ہے۔ اسی احساس نے اسلامی تہذیب کے اصل خدوخال متعین کیے۔ اس فکر کے اثرات سے انسانی علوم کا کوئی شعبہ بھی خالی نہیں ہے۔ اسلامی تہذیب وثقافت کا بنیادی عنصر تجربہ ومشاہدہ ہے۔

6. امام رازی نے یونانی منطق پر تنقید کی۔ ابن حزم نے منطق پر کتاب لکھی۔ ابن تیمیہ نے رد المنطق نامی کتاب لکھی۔

7. یورپ کہتا ہے کہ راجر بیکن تجربے سائنس کے بانی ہیں مگر خود اس کی اپنی کتاب Operus Majus کے پانچویں حصے میں ابن الہیثم کے افکار و مباحث کے اثرات نمایاں ہیں۔ ارسطو نے کائنات کا مادی تصور دیا۔ مسلمانوں نے اس فکر کے خلاف بغاوت کی۔

8. کائنات کے مطالعے میں زمان و مکان کا مسئلہ بھی بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ "والی ربک المنتہی" یہاں منتہی سے مراد لا محدود کائناتی زندگی اور روحانیت ہے۔ عراقی نے "من حب الورید" میں ایک قسم کی مکانیت کو پیش کیا ہے کہ۔ ہوا اور روشنی کی مکانیت الگ الگ ہیں البتہ روحِ انسان مکانیت سے آزاد ہے۔

9. ناصر طوسی، البیرونی، موسیٰ الخوازمی نے ریاضی کے تعاون سے مکان کے مسئلے میں بیش بہا ترقی اور نئے تصورات پیش کیے۔

10. ارتقا کے مسئلے میں جاحظ، ابن مسکویہ نے انوکھے نظریات پیش کیے، جس سے یورپ نابلد تھا۔

11. علمِ تاریخ: علم تاریخ کو قرآن مجید میں ایام اللہ کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ قوموں کے عروج وزوال کا عمل اجتماعی نوعیت کا ہے۔ ابن خلدون نے قرآن مجید سے اصول تاریخ منضبط کیے ہیں۔ راوی کی وجہ سے واقعہ کی سچائی و جھوٹ کو پہچانا جاتا ہے۔ جب راوی ثقہ ہو تو واقعے پر بھی سچ کا یقین ہو جاتا ہے۔ "ولکل امۃ اجل" اس پر خلدون کہتا ہے کہ قوموں کی بھی موت وحیات ہوتی ہے جس طرح جاندار کی ہوتی ہے۔

12. اسپنگلر: ڈیکلائن آف دی ویسٹ میں لکھتا ہے کہ ہر کلچر دوسرے کلچر سے کچھ اخذ نہیں کرتا، اسی لیے ایک کلچر دوسرے کلچر کو صحیح بنیادوں پر نہیں سمجھ سکتا۔ اقبال کہتا ہے کہ یہ غلط ہے اور مغربی کلچر پر اسلام کے اثرات موجود ہیں۔ اسپنگلر مزید کہتا ہے کہ اسلام مجوسیت، عیسائیت اور یہودیت سے ماخوذ ہیں۔ اقبال کہتا ہے کہ اس بات کو غلط ثابت کرنے کے لیے میں نے یہ خطبے دیے۔ اسپنگلر مزید کہتا ہے کہ خدا تمام مذاہب میں ایک ہی متصور کیا جاتا ہے۔ اقبال کہتا ہے کہ اسلام کے علاوہ ان مذاہب میں شرک پرستی کیوں آگئی پھر۔

اقبالؒ نے مشہور عالم تاریخ اسپنگلر کا ذکر کیا ہے کیونکہ اُس نے اپنی کتاب "The Decline of the West" میں اعتراف کیا ہے کہ ایشیاء کی تمدنی تاریخ میں عربی تمدن کا حصہ بہت نمایاں ہے۔ لیکن ایک مذہبی تحریک کی حیثیت سے اسلام کی روح اور اس کی تمدنی غایت کو وہ سمجھ نہیں سکا۔ اس نے لکھا ہے کہ ہر کلچر کا اپنا ایک مخصوص طرز حیات ہے اور وہ اپنے ماقبل یا مابعد کلچر سے کسی معنی میں کوئی تعلق نہیں رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک کلچر کے لوگ دوسرے کلچر کی روح کو ٹھیک طور پر نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ اس کا دعویٰ یہ بھی ہے کہ مغربی کلچر نے اسلامی کلچر سے کوئی اثر قبول نہیں کیا ہے۔

- اقبال کہتے ہیں کہ اسپنگلر کا یہ دعویٰ بے بنیاد ہے۔ مغربی کلچر اسلامی کلچر سے پورے طور پر متاثر ہوا ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام پہلا مذہب ہے جس نے یونان کے جامد تصورِ حیات و کائنات سے اختلاف کر کے اُس کو ایک زندہ اور حرکی تصور دیا۔ عہد جدید کے مغربی کلچر نے ہر شعبہ علم میں اس حرکی تصور کے اثرات کو جذب کیا ہے۔

- اسپنگلر کا یہ خیال بھی درست نہیں ہے کہ یہودیت کلدانی مذہب، ابتدائی عیسائیت، زرتشتی مذہب اور اسلام سب مجوسی کلچر کے اجزائے ترکیبی ہیں۔ اقبال نے تسلیم کیا ہے کہ موجودہ اسلام میں مجوسی اثرات موجود ہیں۔ ان خطبات کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اسلامی تصورات کو خارجی اثرات سے پاک کرکے اسلام کی صحیح روح سے دنیا کو آشنا کیا جائے۔ اسپنگلر کو اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں لاحق ہوئیں اُن کا ایک بڑا سبب تقدیر اور زمان کے تصورات ہیں۔ مسلم مفکرین نے زمان کا جو تصور دیا ہے وہ فکر انگیز ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے انسانی انا کا جو مفہوم بیان کیا اس میں اختیار و قوت کا مفہوم غالب ہے۔
- اقبال کہتے ہیں کہ اسپنگلر کا یہ نظریہ کہ انبیائی تعلیم کا مغز یعنی خدا ایک ہے اور وہی تنہا مصدر خیر ہے لٰہذا ہر مذہب میں نجات دہندہ کا تصور بھی مجوسی اثرات کا نتیجہ ہے۔
- اقبال کہتے ہیں کہ اس تصور کا اطلاق مذہب اسلام پر کرنا صریح زیادتی ہے۔ کیا اسپنگلر کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ مجوسی ایک خدا کے علاوہ باطل معبودوں کو بھی مانتے ہیں۔ لیکن اسلام ان معبودان باطل کا شدت سے منکر ہے۔ آنے والے نجات دہندہ کا تصور بلاشبہ مسلمانوں میں رائج ہے اور یہ کھلا ہوا مجوسی اثر ہے۔ حقیقی اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ابن خلدون نے نہایت عمدہ بحث کرکے اس باطل تصور کی خوب اچھی طرح بیخ کنی کی ہے۔ اس سلسلے میں ختم نبوت کی اسلامی تعلیم کو ٹھیک طور پر سمجھنا چاہیے۔ کسی نجات دہندہ یا آمد مسیح کا عقیدہ ختم نبوت کے تصور کے منافی ہے۔

حوالہ جات

[1] ۔سراج منیر، ملت اسلامیہ تہذیب و تقدیر، حرفِ آغاز، مکتبہ روایت، پوسٹ بکس نمبر 5084، لاہور، ص45۔
Siraj Munir, Millat-e-Islamiya Tehzeeb o Taqdeer, Harf-e-Aghaaz, Maktaba Riwayat, Post Box Number 5084, Lahore, Page 45.

[2] ۔یہ گفتگو ڈاکٹر امجد وحید صاحب کی ہے، جن سے ملاقات کے لیے ہم ان کی رہائش گاہ واقع ڈولہ پختہ، اوکاڑہ گئے تھے۔ ڈاکٹر امجد وحید صاحب جو
Ex Director of Advanced Studies, University of Management and Technology, Lahore
Ex-Chairman Department of Islamic Thought and Civilization, UMT, Lahore اس کے علاوہ آج کل اپنے ادارے کی تعمیر شروع کی ہے۔ جبکہ لاہور کی سطح پر اور اوکاڑہ کی سطح پر علمی پروگرامات میں بطور مربی شریک وہتے رہتے ہیں۔ اوران کے گھر بھی طلبہ کا آنا جانا رہتا ہے۔ ہماری ملاقات بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی کہ ان سے کچھ سیکھا جائے۔
Yeh guftagu Doctor Amjad Waheed Sahib ki hai, jin se mulaqat ke liye hum un ki rehaish gaah waqea Daula Pakhta, Okara gaye thay. Doctor Amjad

Waheed Sahib jo Ex Director of Advanced Studies, University of Management and Technology, Lahore aur Ex-Chairman Department of Islamic Thought and Civilization, UMT, Lahore hain, inke ilawa aaj kal apne idare ki tameer shuru ki hai. Jabke Lahore ki satah par aur Okara ki satah par ilmi programs mein bator murabbi shareek wa hote hain. Aur inke ghar bhi talba ka ana jaanay rakhta hai. Hamari mulaqat bhi isi silsile ki ek qari thi ke hum se kuch seekha jaye.

[3] -Dr. Muhammad Iqbal ,“ The Reconstructionof Religious Thought inIslam, Muhammad of Arabia ascended the highest Heaven and returned. I swear by God that if I had reached that point, I should never have returned.”

[4] ۔سورۃ الشوریٰ13:42۔تمام انبیا کرام کی ایک ہی ذمہ داری تھی کہشَرَعَ لَکُمۡ مِّنَ الدِّیۡنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوۡحًا وَّ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ وَ مَا وَصَّیۡنَا بِہٖۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ مُوۡسٰی وَ عِیۡسٰۤی اَنۡ اَقِیۡمُوا الدِّیۡنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوۡا فِیۡہِ ؕ ۔اس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوحؑ کو دیا تھا، اور جسے (اے محمدؐ) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے، اور جس کی ہدایت ہم ابراہیمؑ اور موسیٰ اور عیسیٰؑ کو دے چکے ہیں، اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔

Dr. Muhammad Iqbal, 'The Reconstruction of Religious Thought in Islam, Muhammad of Arabia ascended the highest Heaven and returned. I swear by God that if I had reached that point, I should never have returned.'

(Surah Ash-Shura 13:42) Tamam Anbiya Karam ki ek hi zimmedari thi ke, 'Shar' kum mina ad-din ma wassa bihi Nuhān wa allathee awḥaynā ilayka wa mā wassaynā bihi Ibrāhīma wa Mūsā wa 'Īsá an aqīmū ad-dīn wa lā tatafarraqu fīh.' Yehi hai usne tumhare liye deen ka wohi tareeqa muqarrar kiya hai jiska hukm usne Nuh (AS) ko diya tha, aur jise (Ae Muhammad) ab hum ne tumhare taraf wahy ke zariye bhi bheja hai, aur jise hum ne Ibrahim (AS) aur Musa (AS) aur 'Isa (AS) ko bhi diya hai. Iske saath tawajju ke sath karo is deen ko qaaim karo aur is mein tafarruq na karo.

[5] ۔سورۃ المائدۃ3:5۔اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ۔ آج میں تمہارے لیے تمہارا دین پورا کر چکا اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور میں نے تمہارے لیے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے۔

(Surah Al-Ma'idah 3:5) 'Al-Yawma Akmaltu lakum diinakum wa atmamtu 'alaikum ni'matee wa radeetu lakumul-Islaama diinaa.' Aaj mein tumhare liye tumhara deen mukammal kar chuka hoon aur mein ne tum par apna inaam mukammal kar diya hai aur mein ne tumhare liye Islam ko deen pasand kiya hai.

[6] ۔سورۃ البقرہ208:2۔ادۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ کَآفَّۃً۔اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

(Surah Al-Baqarah 208:2) 'Udkhuloo fis-Silmi kaaffah.' Islam mein poore poore dakhil ho jao.

[7] ۔فارسی کا ایک شعر ہے جسمیں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ خدا کی صفات کے ایک ہی جلوے سے حضرت موسیٰؑ کے ہوش اڑ گئے جب کہ آپؐ نے خدا کی ذات کو مُتبسّم ہو کر دیکھا۔یعنی انسان سے کامل محبت وراہنمائی۔

Ek Farsi ka ek sher hai jismein yeh tasur diya gaya hai ke Khuda ki sifat ke ek hi jalwe se Hazrat Musa (AS) ke hosh ud gaye jab aap ne Khuda ki zaat ko musbat hokar dekha. Yani insaan se kamal mohabbat aur rehnumai.

موسیٰ زہوش رفت بیک جلوئہ صفات

تو عین ذات می نگری در تبسمی۔

https://www.allamaiqbal.com/contents.php?bookbup=21&fortype=2&lang=4&forid=62 &orderno=50&lang_code=ur۔18 ستمبر 2023۔انسانی خودی اس کی آزادی اور لافانیت۔

[Referencelink: https://www.allamaiqbal.com/contents.php?bookbup=21&fortype=2&lang=4&forid=62&orderno=50&lang_code=ur] 18 September 2023. Insani khudi iski azadi aur lafaniyat.

[8] ۔ سراج منیر، ملت اسلامیہ تہذیب و تقدیر، مکتبہ روایت، لاہور، ص،20اور85۔ سراج منیرؒ نے بھی ملت اسلامیہ، تہذیب و تقدیر کے پہلے مضمون میں وحی اور مشمولاتِ وحی پر بحث کی۔

Siraj Munir, Millat-e-Islamiya Tehzeeb o Taqdeer, Maktaba Riwayat, Lahore, Page 20 and 85. Siraj Munir ne bhi Millat-e-Islamiya, Tehzeeb o Taqdeer ke pehle mazmoon mein wahy aur mashawirat-e-wahy par bahas ki.

9 - سورة لمائدة27:5تا21-وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ط-----

(Surah Al-Ma'idah 27:5-21) وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ط-----

[10] ۔سورۃ المائدۃ24:5اسی طرح موسیٰ کے قوم نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ۔

(Surah Al-Ma'idah 24:5) Isi tarah Musa (AS) ke qawm ne Allah Ta'ala ke baare mein kaha, 'Fazhab anta wa rabbuka faqātilā innā hāhunā qā'idoon.

[11] ۔ اس روایت کو بحوالہ(Diogenes Laeritus,vol,VII,177)، برٹرینڈ رسل نے اپنی انگریزی تصنیف کے باب نمبر XXVII بعنوان "Stoicism" میں اختصار سے، یوں بیان کیا ہے:

" In theory of knowledge,in spite of Plato,they accepted perception; the deceptiveness of the senses, they held, was really false judgment, and could be avoided by a little care. A Stoic philosopher, Sphaerus, an immediate disciple of Zeno, was once invited to dinner by King Ptolemy, who, having heard of this doctrine, offered him a pomegranate made of wax.The philosopher proceeded to try to eat it, whereupon the king laughed at him.He replied that he had felt no certainty of its being a real pomegranate, but had thought it unlikely that anything inedible would be supplied at the royal table.

see, Bertrand Russell, History of Western Philosophy, p.275

' Is riwayat ka hawala (Diogenes Laertius, vol, VII, 177) Bretterinderthall ne apni angrezi tasneef ke bab number XXVII ke tor par Stoicism mein, yun bayan kiya hai: "In theory of knowledge, in spite of Plato, they accepted perception; the deceptiveness of the senses, they held, was really false judgment, and could be avoided by a little care. A Stoic philosopher, Sphaerus, an immediate disciple of Zeno, was once invited to dinner by King Ptolemy, who, having heard of this doctrine, offered him a pomegranate made of wax. The philosopher proceeded to try to eat it, whereupon the king laughed at him. He replied that he had felt no certainty of its being a real pomegranate, but had thought it unlikely that anything inedible would be supplied at the royal table." (Bertrand Russell, History of Western Philosophy, p.275)

12 ۔یادرہے کہ رواقی، استقرائی استدلال کے شائق نہ تھے،وہ بھی دیگریونانیوں کی طرح استخراجی استدلال کے مشاق تھے۔اُن کے ہاں بھی استقرائی استدلال کی کارگزاری ایک بالواسطہ قسم کا معاملہ تھا۔ برٹرینڈرسل کے مطابق،سارے کاسارا یونانی دور بنیادی طور پر استخراجی تھا،استقرائی نہیں۔

Yad rahay ke Rawaiqi, istiqrari istidlal ke shoqeen nahi thay, woh bhi doosre Yunaniyon ki tarah istikhraji istidlal ke mushaqq thay. Un ke haan bhi istiqrari istidlal ki karguzari ek bala wasata qisam ka mamla tha. (Allama Muhammad Iqbal, The Reconstruction Of Religious Thought In Islam)

13 Allama Muhammad Iqbal,The Reconstruction Of Religious Thought In Islam Author:

14 - Ibid.

15 ۔ Asghar ali engineer, the islamic state , Publisher Vikas Publ House PVT LTD UP., 1980

16 ۔علامہ محمداقبالؒ نے یہاں دفاعی انداز کی بجائے الزامی اندازمیں اپناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جان اسٹوارٹ مل،راجربیکن،دیمقراطیس،جومغرب کے اہل فکرمیں شمارہوتے ہیں،نے بھی مسلمانوں سے تعلیم حاصل کی ہے۔اورگواہی میں بری فالٹ کی کتاب Making of Humanity کوبطوردلیل بھی پیش کیا۔

Alamha Muhammad iqbal ny yahan difai andaz ky bajay alzami andaz my apnaty howy frmaty hn ko jan astwart mal,rajr bekan,dimqratis jo maghrib ky ahl e fekr my shumar hoty hn,ny bhi muslmanun sy taalem hasil ki ha.awrgwahi my bri falt ki ketab Making of Humanity ko bator dalel bhi pesh kia.

17 ۔محمداقبال،کلیات اقبال۔فضلی سنز،پرائیوٹ لمیٹڈ کراچی،ص510۔511،سن 2003،

Muhammad iqbal, kulyat iqbal, fazal suns pravet limited Karachi page510,20003

18۔اس بحث پرانہوں نے تفصیل سے لکھاہے۔حرکت پرانہوں نے کہاہے کہ یہ چھ(6)قسموں پر مشتمل ہے۔

Is bahas pr anhon ny tafsel sy lekha ha.harkat pr anhon ny kaha oy ko ye 6 qesmuun pr mushtamal ha.

1. حرکتِ کَون۔ عدم سے وجود میں آنا۔

Hakrkat e koon. Aadam sy wojood my ana.

2. حرکت فساد۔ وہ حرکت جو خرابی کا ذریعہ بنے۔

Harkat fasad.wo harkat jo kharabi ka zrea bny.

3. حرکتِ نمو۔ وہ حرکت جو بڑھوتری کا سبب بنے۔

Harkat namo. Wo harkat job rho tri ka sabb bny.

4. حرکت ذبول۔ وہ حرکت جو زوال کی طرف بڑھے۔

Hakjat Zabol. Wo harkat jo zawal ki tarf barhy.

5. حرکت استحالہ۔ ایک حالت سے دوسری جانب حرکت کرے۔

Harkate isthala. Aek halat sy dwsri janib harkt kry.

6. حرکت نقل۔ وہ حرکت جس جگہ اور مکان کی تبدیل واقع ہو جائے۔

Harkat naqal. Wo harkat jis jaga aor makan ki tabdeli waqi ho jay.

ان کی کتاب "الفوز الاصغر" کا خلاصہ اگر پیش کیا جائے تو یہی کہ پانی نے معدنیات کو زندگی دی۔ معدنیات نے نباتات کو حرکت دی اور نباتات سے حیوانات کو زندگی ملی۔ یعنی زندگی، ارتقا کا مظہر ہے۔ پوری کتاب کو تین (3) مسلوں میں تقسیم کیا ہے۔

In ki ketab alfoozul kaber ka khulasa agr pesh kya jay to yahe keh pani ny maadiniyat ko zndgi di.maadinyat ny nabatat ko harkat di aor nabat sy hewanat ko zndgi mli.yaani zndgi,irtiqa ka mazhr ha.poro kitab ko 3 hesun my taqsem kia ha.

[19] ۔ محمد رفیع الدین، حکمت اقبال، ناشر: ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

Muhammad rafi ulden, Hekmat iqbal, nashir: adaro tahqeqati islami benul iqwami,salami u benul iqwami university islam abad.

[20] ۔ **مولانا رومی، مثنوی، دفتر چھارم، بخش ۱۳۵، اَطوار و مَنازلِ خِلقَتِ آدمی از اِبتِدا**

http://shamsrumi.com/molana/poem/masnavi/fourth-book/part-4-135-

Mulana roomi,masnavi, daftr chaharm,bakhsh135,atwar wmnazl khlaqt aadmi azaabtda. http://shamsrumi.com/molana/poem/masnavi/fourth

[21] ۔ محمد اقبال (مترجم سید نزیر نیازی)، تشکیل جدید الہیات اسلامیہ، بزم اقبال، کلب روڈ، لاہور جنوری 2000

Tashkeel-e-Jadeed-e-Ilahayat-e-Islamia, Translator, Syed Nazir Niazi, Bazm-e-Iqbal, kalb rood Lahore, january 2000

[22] ۔ سراج منیر، ملت اسلامیہ تہذیب و تقدیر، حرفِ آغاز، مکتبہ روایت، پوسٹ بکس نمبر 5084، لاہور ص 72۔

Siraj Munir, Millat-e-Islamiya Tehzeeb o Taqdeer, Harf-e-Aghaaz, Maktaba Riwayat, Post Box Number 5084, Lahore, Page 72.

[23] ۔ پانچویں خطبہ، بعنوان، "The Spirit of Muslim Culture"، میں اقبال کے اصل الفاظ یوں ہیں:

"The birth of Islam...is the birth of inductive intellect."see,

Allama Muhammad Iqbal,The Reconstruction of Religious Thought in Islam,p.101

[24] . Naeem Ahmad, Iqbal on Religious Experience ,Philosophical Appraisal **,Al-Hikmat: A Journal of Philosophy,** Published by: Department of Philosophy,**Volume 7, 1987 ·page1.12.**

Panchwan Khutba,bhunwan "The Spirit of Muslim Culture" my iqbal ky asal alfaz yun han:

[25] ۔ خطبات اقبال، نئے تناظر میں، اقبال اکادمی پاکستان، 1996

Khutbat-e-Iqbal nay tnzur my,iqbal akademi paksitan,1996

[26] ۔ نزیر نیازی "تشکیل جدید الہیات اسلامیہ" علی پرنٹرز لاہور، جون ۲۰۱۲، ص ۲۸۹

Nazir Niazi, Tashkeel-e-Jadeed-e-Ilahayat-e-Islamia ali prnitr lahore,jun2012,Page289

[27] ۔ بنی اسرائیل 72:17 (Surah Bani israel 72:17)

[28] ۔ القصص 59:28 (Surah AlQisas 59:28)

[29] ۔ سراج منیر، ملت اسلامیہ تہذیب و تقدیر، حرفِ آغاز، مکتبہ روایت، پوسٹ بکس نمبر 5084، لاہور

Siraj Munir, Millat-e-Islamiya Tehzeeb o Taqdeer, Harf-e-Aghaaz, Maktaba Riwayat, Post Box Number 5084, Lahore

[30] ۔ سیّد ابو الحسن علی ندوی، اقبال کی شخصیت کے تخلیقی عناصر، ماخوذ: مطالعہ اقبال کے سو سال، مرتبہ: رفیع الدین ہاشمی، سہیل عمر، وحید اختر عشرت، اقبال اکادیمی لاہور، 2007۔ http://raahedaleel.blogspot.com/2022/11/blog-post_9.html

Syed Abu Al-Hasan Ali Nadvi, Iqbal ki Shakhsiyat ke Takhleeqi Anasir, Maqooz: Mutala Iqbal ke Sau Saal, Mutariba: Rafi-ud-Din Hashmi, Sahil Omar, Wahid Akhtar Ashrat, Iqbal Academy(